تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۲۰ تا ۲۶ جنوری ۲۰۰۰ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

حرمت سود اور قرآن کی حکمت قانون سازی

﴿ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۝ ﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو‘ اگر تم واقعی ایمان لائے ہو“۔

اسلام نے اس آیت میں لوگوں کے حق میں وہ سودی منافع چھوڑ دیا جو وہ کھا چکے تھے۔ یہ فیصلہ نہ کیا کہ کھایا ہوا سود بھی ان سے وصول کیا جائے‘ نہ اسلام نے ان کی تمام یا کچھ جائیداد کو اس سبب سے ضبط کرنے کا حکم دیا کہ ان کے کاروبار میں سود شامل تھا۔ اس لئے کہ اسلام میں کوئی بات اس وقت تک حرام نہیں قرار پاتی‘ جب تک اسے اللہ تعالیٰ حرام قرار نہ دیں۔ بغیر قانون سازی کے کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا اور قانون کا مزاج یہ ہے کہ وہ اپنے آثار اپنے نفاذ کے بعد ظاہر کرتا ہے۔ جو گزر چکا سو گزر چکا۔ گزرے ہوئے معاملات اللہ کے سپرد ہیں۔ ان پر قانونی احکام کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس طرح اسلام نے سوسائٹی کو ایک بڑے دھماکہ خیز اقتصادی اور اجتماعی بحران سے بچالیا۔ اس لئے کہ اس قانون کو اگر موثر بماضی قرار دیا جاتا تو ایک بہت بڑا بحران پیدا ہو جاتا۔ یہ وہ اصول ہے جسے جدید قانونی نظام نے حال ہی میں اپنایا ہے۔ اس لئے کہ اسلام میں قانون سازی اس لئے کی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کی واقعی اور عملی زندگی کی اصلاح ہو۔ وہ اسے صحیح راستے پر ڈالے‘ اسے گندگیوں سے پاک کرے‘ اسے ناجائز بندھنوں سے آزاد کرے تاکہ وہ ترقی کرے اور اس کا معیار بلند ہو‘ اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے اہل ایمان کے ایمان کو اس بات پر موقوف کر دیا کہ وہ تب ہی مومن ہوں گے جب وہ اس قانون سازی کو قبول کریں۔ کسی قانون کے نازل ہوتے ہی اور علم میں آتے ہی وہ اسے اپنی زندگی میں نافذ کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام ان کے دلوں میں خوف خدا اور تقویٰ بھی پیدا کرتا ہے۔ تقویٰ کا شعور ہی وہ گارنٹی ہے جس کے ذریعہ اسلام اپنے قوانین نافذ کرتا ہے۔ یہ وہ گارنٹی ہوتی ہے جو خود اہل ایمان کے نفس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ یہ اندر کا چوکیدار ہوتا ہے اور اسلام میں اس کا درجہ ان گارنٹیوں اور چوکیداروں سے اونچا ہے جو کسی قانون کو روایتی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی قوانین کو نفاذ کیلئے وہ گارنٹی اور نگرانی حاصل ہوتی ہے جو جدید دور کے وضعی قوانین کو حاصل نہیں ہوتی‘ اس لئے کہ یہ قوانین صرف خارجی دباؤ کی وجہ سے نافذ ہوتے ہیں۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ خارجی نگران کو کس خوبی سے جل دی جا سکتی ہے‘ بالخصوص ایسے حالات میں جب انسان کے ضمیر کے اندر کوئی چوکیدار نہ بیٹھا ہو یعنی خدا خوفی اور رضائے الٰہی کا نگران۔

(سید قطب شہیدؒ کی تفسیر ”فی ظلال القرآن“ سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ خطابِ عید الفطر 2
☆ خطاب جمعۃ الوداع 4
☆ عطاء الحق قاسمی کے نام خط 5
☆ سی ٹی بی ٹی اور پاکستان 8
☆ قرضوں کی جنگ (۵) 9
☆ کاروانِ خلافت 10
☆ متفرقات ✱

معاونین برائے مدیر :
☆ فرقان دانش خان
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ‘ لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے‘ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زر تعاون ۔/175 روپے

پاکستان روزِ اول سے تنہا اور یکتا ہے اور اس کی یکتائی بہت سے اعتبارات سے باعث خیر و برکت ہے

سیاسی سطح پر اللہ کی حاکمیت کے اعلان اور معاشی سطح پر سود کے خلاف تاریخی فیصلہ پاکستان ہی کے حصے میں آیا

عائلی قوانین پر فیڈرل شریعت کورٹ کے حالیہ فیصلے سمیت بہت سے واقعات اس خطے میں اسلام کے سنہرے مستقبل کی نوید ہیں

شاہ ولی اللہ نے فرمایا تھا کہ : "ایک وقت آئے گا کہ ہندوستان کی اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی عظیم اکثریت اسلام قبول کر لے گی"

تقسیم در تقسیم کا عمل بہت ہو چکا' میری تجویز ہے کہ افغانستان اور پاکستان کا کنفیڈریشن قائم کیا جائے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۹/جنوری ۲۰۰۰ء کے خطابِ عید الفطر کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

خطبۂ مسنونہ 'تلاوتِ آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

حضرات! ہمارا ملک اس وقت جن حالات میں سے گزر رہا ہے ان میں دو مسائل ایسے ہیں جن پر غور و فکر کرنے والے لوگ اپنے اپنے انداز میں سوچ رہے ہیں۔

ایک CTBT پر دستخط کا معاملہ ہے۔

دوسرا' اس وقت کے عالمی مالیاتی استعمار یعنی ورلڈ بینک' IMF اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن وغیرہ کا گلوبلائزیشن آف ٹریڈ کے حوالے سے پورے کرۂ ارضی کے گرد شیطانی جال بننے کی کوشش ہے۔

ان دونوں کے حوالے سے عالمی طاقتیں پاکستان پر شدید دباؤ ڈال رہی ہیں۔ ہمارے ہاں جو سیکولر ذہن کے لوگ ہیں وہ ان دونوں باتوں میں ایک ہی دلیل کا سہارا لے رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پاکستان تنہا (isolate) رہ جائے!۔ میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

درحقیقت پاکستان روزِ اول سے تنہا ہے اور اسے تنہا ہی رہنا ہے۔ پوری دنیا میں یہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ یکتا (alone) ہے۔ دنیا میں کوئی دوسرا ملک ایسا نہیں ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہو۔ بہت سے اعتبارات سے ہماری یہ تنہائی اور یکتائی ہمارے لئے بہت مبارک ہے۔ دیکھئے اسی صدی میں جبکہ خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں اور فری میسنری (Free masonary) اور اس کے مسلمانوں میں جو ایجنٹ تھے وہ خلافت کے ادارہ کو توڑنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے' اس وقت اگر تحریک خلافت چلی تو صرف برعظیم پاک و ہند میں چلی تھی۔ پوری دنیا میں اور کسی نے کہیں اس معاملے کی سنگینی کو محسوس بھی نہیں کیا جبکہ اس وقت پورا ہندوستان خلافت کے نعرے سے گونج گیا تھا ؎

بولیں اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
ساتھ ہوں تیرے شوکت علی بھی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

یہ تحریک اتنی عظیم تھی کہ گاندھی کو بھی اس تحریک میں شریک ہونا پڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس وقت ہم نے مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا تو پھر کبھی آئندہ ہمارے ساتھ مسلمان تعاون نہیں کریں گے۔

مزید غور کیجئے کہ پوری دنیا میں ساٹھ کے قریب مسلمان ممالک ہیں لیکن کسی ملک میں دستوری سطح پر قراردادِ مقاصد جیسی قرارداد موجود نہیں ہے۔ صرف ایک ملک پاکستان ہے جس نے برملا اعلان کیا کہ حاکمیت ہماری نہیں اللہ کی ہے ؎

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

آج پوری دنیا میں سیکولر جمہوریت (Secular Democracy) کا ڈنکا بج رہا ہے وہ لال پری بھی ہے اور نیلم پری بھی' یہ دنیا کا بہت محبوب نظام ہے' لیکن ہم نے حاکمیت الٰہی کا اقرار کر کے گویا اس کے خلاف بغاوت کی ہے۔

آگے چلئے! کسی مسلمان ملک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی باضابطہ سیاسی و دستوری سطح پر کوئی کوشش ہوئی؟۔ بعض ممالک ہیں جو انہیں غیر مسلم سمجھتے ہیں' لیکن کسی نے یہ ہمت نہیں کی۔ یہ سعادت بھی پاکستان کے حصے میں آئی اور ایک ایسے شخص کے ہاتھوں یہ کام ہوا جس کا مزاج اور ذہن خالص سیکولر تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا کام کروایا کہ قادیانیوں کو دستوری سطح پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

ابھی سود کے بارے میں سپریم کورٹ کی طرف سے بہت بڑا فیصلہ سامنے آیا ہے۔ پوری دنیا میں واحد پاکستان ہے جس میں کمرشل سود' بینک انٹرسٹ کو بھی ربا قرار دے کر حرام قرار دیا جا چکا ہے۔ اس اعتبار سے درحقیقت عالمی مالیاتی استعمار کے خلاف سب سے پہلے بغاوت بھی ہم نے کی ہے' اگرچہ اس تاریخ ساز فیصلے کی تنفیذ اور اس پر عمل درآمد کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ پاکستان اس اعتبار سے بھی اکیلا ہے۔ ہمارے جو اقتصادی دانشور باہر سے بلائے گئے ہیں وہ اگرچہ ورلڈ بینک اور IMF ہی کے ایجنٹ ہیں جو کہ شاید غیر سودی نظام کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے' لیکن یہ تقدیر مبرم ہے کہ یہ اب ہو کر رہے گا۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے تو ۱۹۹۲ء میں یہ فیصلہ دے دیا تھا اور اس کے بعد اگرچہ ہم نے بہت سا وقت ضائع کر دیا لیکن الحمدللہ اب سپریم کورٹ بھی اس بارے میں فیصلہ دے چکی ہے۔ گویا ؎

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات

کے مصداق سیاسی سطح پر انسانی حاکمیت کی نفی اور اللہ کی حاکمیت کا اعلان بھی پاکستان میں ہوا۔ اور معاشی اعتبار سے شیطان کے سب سے بڑے ہتھکنڈے یعنی سود کے خلاف تاریخی فیصلہ بھی اسی سرزمین کی اعلیٰ ترین عدالت نے

صادر کیا!

یہ تو میں نے اس صدی کے واقعات گنوائے ہیں۔ یعنی تحریک خلافت، تحریک پاکستان، قرارداد مقاصد، قادیانیوں کا غیر مسلم قرار دیا جانا، سود کے بارے میں تاریخ ساز فیصلہ، لیکن ذرا پیچھے جایئے، اسی برعظیم پاک و ہند کی گذشتہ چار سو سالہ تاریخ پر بھی ایک نظر ڈالئے جس کے وارث ہم ہیں۔ سب سے پہلے دیکھئے کہ بھارت کے مسلمانوں نے پاکستان ہمیں بنوا کر دے دیا کہ تم یہاں اللہ کا دین قائم کرو۔ اگرچہ ہماری پیش رفت اسی سمت ہو رہی ہے، لیکن ہماری رفتار نہایت سست ہے، اور ہم نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود بھی یہاں اللہ کا دین نافذ نہیں کر سکے، یہ ہماری بڑی کوتاہی ہے۔ اس پر ہمیں شرمندہ ہونا چاہئے اللہ کے سامنے بھی اور بھارت کے مسلمانوں کے سامنے بھی۔ اسی طرح غور کیجئے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اسی برعظیم پاک و ہند کے فرزند تھے، جن کا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ پچھلی صدی میں روس کے خلاف امام شاملؒ نے جو جہاد کیا وہ بھی اسی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے تحت تھا۔ اسی کے زیر اثر آج "شیشان" جسے آپ چیچنیا کہتے ہیں وہاں بھی روسیوں کے خلاف جہاد جاری ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہاں بھی روسیوں کا وہی انجام ہو گا جو افغانستان میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ شیشان کے مجاہدین کو ہمت اور استقامت عطا فرمائے اور ان کی نصرت فرمائے۔ (آمین) بہرحال یہ سلسلہ ہند ہی سے نکلا ہے۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تجدیدی مساعی، علم دین کی تجدید، پھر اسی کے زیر اثر دار العلوم دیوبند قائم ہوا۔ آج یہ طالبان کون ہیں؟ درحقیقت یہ اسی کی باقیات الصالحات ہیں یعنی پورے افغانستان کے اندر قائم دینی مدارس دیوبند ہی کی شاخوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ خطہ پاکستان اور طالبانِ افغانستان دونوں مل کر وہ کام کریں گے جس کے لئے میں نے آپ کو وہ آیت سنائی ﴿یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ٥ قُمْ فَاَنْذِرْ٥﴾ اے کپڑے میں لپٹ کر لیٹنے والے (ﷺ) کھڑے ہو جاؤ، کمر کس لو اور لوگوں کو خبردار کرو (کہ یہی زندگی اصل زندگی نہیں ہے اصل زندگی تو موت کے بعد ہے)۔ ﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ٥﴾ "اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے کاش! کہ انہیں معلوم ہوتا"! انسان کو اس زندگی کے ایک ایک پل کا حساب دینا ہو گا، اس کی جزا یا سزا بھگتنی ہو گی۔ یہ "انذار" ہے۔ اس کے بعد فرمانِ خداوندی ہے ﴿وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ٥﴾ اپنے رب کا بول بالا کیجئے، اپنے رب کی تکبیر کیجئے۔ آج بھی ہم پڑھ رہے ہیں: اللّٰہ اکبر 'اللّٰہ اکبر' لاالٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ یہ تکبیر صرف زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے۔ اللہ کے نظام کو دنیا میں سربلند کرنا، اللہ کے کلمے کو سب سے اونچا کرنا "لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَاء" تاکہ اللہ کی بات سب سے اونچی ہو جائے، اس کے لئے جدوجہد، محنت، مشقت، ایثار اور قربانیاں درکار ہیں۔ جیسے محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اس کام کے لئے کمر ہمت کسی تھی اب یہ ذمہ داری اہل پاکستان کے کندھوں پر ہے اور یہ محنت اور جدوجہد آج ہمیں کرنا ہو گی۔ آج میں سوچ رہا تھا کہ درحقیقت پاکستان وہ ملک ہے جو اپنی شان میں یکتا ہے، بقول اقبال ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اس شعر میں بیان کی گئی یہ بات صرف پاکستان کے لئے صد فیصد درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ ہمیں نہیں دیا، کیا کچھ وسائل و ذرائع نہیں دیئے، اللہ کی کیا کیا نعمتیں ہم پر نہیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ ہمیں ایٹمی صلاحیت عطا کر دی گئی جو بالکل خداداد ہے، بالکل اسی طرح جیسے یہ ہماری سلطنت خداداد ہے۔ یہ اسی لئے ہے کہ پوری دنیا میں اللہ کے دین کا بول بالا کرنا درحقیقت پاکستان کا مقصد وجود ہے۔ پاکستان کی پانچ چھ لاکھ کی فوج، پاکستان کے وہ بیٹے ہیں جو اسلام کے نام پر ان شاء اللہ کٹ مریں گے اور رسول عربیؐ پر جانیں دینے کو اپنے لئے سب سے بڑی کامیابی سمجھیں گے۔ حال ہی میں روزنامہ جنگ میں معروف کالم نگار ہارون رشید صاحب نے ایک انکشاف کیا ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے جو آنحضور ﷺ کا ایک پیغام ضیاء الحق تک پہنچایا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے خواب میں فرمایا تھا کہ ابوالحسن تم نے میری حفاظت کا کیا بندوبست کیا ہے۔ جس پر مولانا علی میاںؒ پریشان ہو گئے تھے۔ دوبارہ پھر یہی خواب آیا تو ان کے ذہن میں یہ آیا کہ عالم اسلام اب جس حال میں ہے اور عرب اسرائیل تنازعہ اب جس مرحلے میں داخل ہو رہا ہے یعنی یہودیوں کے ناپاک عزائم میں مدینہ منورہ پر قبضہ کرنا شامل ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ ان کا ہے، یہاں ان کے تین قبیلے آباد تھے جنہیں دور نبویؐ میں یہاں سے نکالا گیا تھا، لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ نیل سے لے کر فرات تک کا علاقہ ان کا ہے اور حجاز کا شمالی حصہ بشمول مدینہ ان کا ہے، اور ترکی کا جنوبی حصہ بھی ان کا ہے۔ یہ ساری سازشیں ادھر جاری ہیں۔ اب ایک بہت بڑا ٹکراؤ ہونے والا ہے، بہت بڑا تصادم ہو گا جسے بائبل میں آرمیگاڈان کا نام دیا گیا ہے جبکہ حدیث میں اس جنگ کو الملحمۃ العظمیٰ کہا گیا ہے جو تاریخ انسانی کی عظیم ترین جنگ ہو گی۔ چنانچہ مولانا علی میاں نے آنحضور ﷺ کے اس خواب کا مفہوم یہی سمجھا کہ عالم اسلام اور بالخصوص مدینہ منورہ کی حفاظت کا سامان اسی خطے سے ہو گا جس کے بارے میں اقبال نے کہا ہے کہ ؎

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

اور اس خطے کا وارث اب چونکہ پاکستان ہے لہٰذا مولانا علی میاں نے آنحضور ﷺ کا یہ پیغام اس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم تک پہنچایا۔ ان شاء اللہ کفر و اسلام کے اس فیصلہ کن معرکے میں پاکستان کی فوج اور اس کے ساتھ طالبان (جنہوں نے دس بارہ لاکھ جانیں دی ہیں اور جو قوم مرنا سیکھ لے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا) دونوں اسلام کے دو بازو بنیں گے اور پورے کرۂ ارضی پر اللہ کے دین کا غلبہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ اس وقت کے لئے ہمیں اپنی ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کرنی ہے۔ لہٰذا پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر کسی صورت دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔

پاکستان میں ایک عرصے کے بعد اب کچھ مزید اچھی خبریں بھی آ رہی ہیں۔ عائلی قوانین پر اب تک ایک مہر لگی ہوئی تھی۔ ایک فوجی آمر نے بالکل غلط عائلی قوانین نافذ کئے جو کہ ایک منکر حدیث کے بنائے ہوئے تھے۔ جنرل ضیاء الحق بھی اسلام اسلام کرتے ہوئے گیارہ برس تک ان قوانین کو تحفظ دیتے ہوئے چلے گئے۔ اسی پر میں نے ان کی شوریٰ سے استعفیٰ دیا تھا کہ اگر آپ ان عائلی قوانین کے بارے میں بھی فیڈرل شریعت کورٹ کا ہاتھ کھولنے کے لئے تیار نہیں تو میرا اور آپ کا کوئی ساتھ نہیں۔ اللہ کا شکر ہے فیڈرل شریعت کورٹ نے اب اس معاملے میں بھی فیصلہ دے دیا ہے اور وہ مہر ٹوٹ گئی ہے۔ کوئی کمی بیشی ہو گی تو وہ آہستہ آہستہ پوری ہو جائے گی لیکن اس معاملے میں بہترین شکل یہ ہے کہ جس طرح پاکستان میں غیر مسلموں کو اجازت ہے کہ ان کے جو Family Laws ہیں، وہ اپنے شادی، بیاہ اور طلاق کے معاملات ان کے مطابق طے کر سکتے ہیں، ایسے ہی پاکستان میں آباد تمام مسلمان چاہے ان کی کوئی فقہ ہو، کوئی مکتبہ فکر ہو، انہیں ان معاملات میں کھلی آزادی ہونی چاہئے کیونکہ یہ فقہیں ختم نہیں ہو سکتیں، فقہ حنفی ختم نہیں ہو سکتی، فقہ جعفری ختم نہیں ہو سکتی، فقہ مالکی ختم نہیں ہو سکتی۔ انہیں اجازت دیجئے کہ اپنی اپنی فقہ کے مطابق شادی، بیاہ، نکاح، اور طلاق کے معاملات طے کریں۔ جہاں تک نکاح کی رجسٹریشن کا معاملہ ہے اس میں فریقین طے کر لیں کہ کس کی فقہ کے مطابق معاملات طے ہوں گے۔ فرض کیجئے کہ لڑکا حنفی ہے اور لڑکی اہلحدیث ہے۔ پہلے ہی قدم پر طے کر لیا جائے کہ آئندہ کونسی فقہ کے مطابق معاملات چلیں گے۔ بہرحال عائلی قوانین کے ضمن میں حالیہ عدالتی فیصلہ اچھی خبر ہے۔

دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ بھارت نے ہائی جیکنگ کا

جوڈرامہ کیا ہے' الحمد للہ اس میں بھی پاکستان سرخرو ہوا ہے۔ چاہے کتنی ہی غلط اور جھوٹی باتیں بھارت کی طرف سے ہو رہی ہیں لیکن دنیا حقیقت جان چکی ہے۔ اس سے بھی زیادہ طالبان کا جو کردار سامنے آیا ہے' وہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ کی بنیاد پر ان کی جو بھی کردار کشی کی گئی تھی' پوری دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ وہ کتنے مہذب اور منظم لوگ ہیں اور وہ کتنے بامروت اور باشرافت انسان ہیں۔ حالانکہ ان کے حالات اتنے اچھے نہیں ہیں' پوری دنیا نے ان کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ ان کے ہاں خوراک کی کمی ہے لیکن انہوں نے جہاز کے مسافروں کو کھانا اور ہسپتال کی سہولتیں بھی دی ہیں' ان کے مابین گفت و شنید بھی کرائی ہے۔ ہائی جیکرز کو آمادہ کیا ہے کہ وہ اپنی ڈیمانڈ کم کریں۔ چنانچہ ان کے خلاف تمام پراپیگنڈے کی قلعی کھل گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سے اسلامی تحریک کو بحیثیت مجموعی تقویت حاصل ہوئی ہے۔

الحمد للہ پاکستان نے بیرونی دباؤ کا خاطر میں نہ لاتے ہوئے طالبان کی حکومت کو پہلے ہی تسلیم کر لیا تھا لیکن اس سے آگے بڑھ کر میری تجویز یہ ہے کہ افغانستان اور پاکستان کا کنفیڈریشن قائم کیا جائے۔ تاکہ اتحاد کی طرف بڑھنے کے عمل (یعنی پان اسلام ازم) کا آغاز ہو سکے۔ تقسیم در تقسیم کا عمل بہت ہو چکا' اب ہمیں جمع ہونا ہے' اب ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑنا ہے۔ پاکستان اور افغانستان پوری دنیا میں بالکل فطری اتحادی (The most natural ally) ہیں۔ ہماری تاریخ جڑی ہوئی ہے۔ محمود غزنوی کہاں سے آئے تھے؟ محمد غوری کہاں سے آئے تھے؟ پچھلی صدی میں مرہٹوں کی قوت کو توڑنے والے احمد شاہ ابدالی بھی تو افغانستان ہی سے آئے تھے۔ آج کا پاکستان حقیقت میں تو افغانستان سے آنے والوں نے بنایا تھا۔ ہم پاکستانیوں کو اپنی چھوٹی چھوٹی قومی سوچوں اور صوبائی تعصبات سے بلند ہو کر سوچنا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ پاکستان ایک قوم ہے۔ اس سے بھی آگے ہمیں یہ سوچنا ہے کہ پورا ہندوستان دار الاسلام تھا' یہاں پر چھ سو' آٹھ سو برس تک اسلام کی حکومت رہی ہے۔ اگر یہودی دو ہزار سال تک فلسطین سے نکالے جانے کے باوجود اس صدی میں آکر دوبارہ claim کر سکتے ہیں کہ یہاں ہمارا حق ہے تو کیا پورا ہندوستان مسلمانوں کا نہیں تھا؟ ہمیں اپنی سوچ کو وسعت دینی چاہئے۔ لیکن اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہم یہاں اسلام کا مثالی نظام قائم کر کے دکھائیں۔ دنیا خود دوڑے گی۔ بھارت خود آئے گا کہ ہمیں بھی یہ نظام چاہئے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی پیشین گوئی ہے کہ "ایک وقت آئے گا کہ ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی عظیم اکثریت اسلام قبول کر لے گی"۔ لیکن کب کرے گی؟ پہلے ہم اسلام کا کوئی نمونہ تو دکھائیں! آج ہم میں سے ہر فرد کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم اسی کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں گے۔ OO

سی ٹی بی ٹی پر دستخط یہودی ورلڈ آرڈر کے تقاضے پورا کرنے کے مترادف ہے

قانون سازی کے ذریعے یتیم پوتے کا وراثت میں حصہ مقرر کرنے کی کوشش غیر اسلامی ہو گی

جمعۃ الوداع کے موقع پر امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کا پریس ریلیز

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا مشورہ دینے والے ہرگز ملک و ملت کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ یہ کہنا کہ دستخط کرنے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا حقائق سے نظریں چرانے کے مترادف ہے۔ اگر اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا تو آخر اسلام دشمن عالمی طاقتیں ہمیں اس پر مجبور کیوں کر رہی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک بہت بڑے اجتماع جمعہ سے خطاب کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر موجودہ حکومت نے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کئے تو یہ نیو ورلڈ آرڈر جو اصلاً صیہونی ورلڈ آرڈر ہے' کے تقاضے پورے کرنے کے مترادف ہو گا۔ جس کا مقصد پوری دنیا کو سودی ہتھکنڈوں کے ذریعے صیہونیت کا غلام بنانا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ قرضوں کی ری شیڈولنگ سے پاکستان کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہمیں مالیاتی اداروں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے سودی قرضوں کی ادائیگی سے انکار کرنا ہو گا۔

امیر تنظیم اسلامی نے عائلی قوانین سے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ایک درست اور بروقت فیصلہ ہے۔ انہوں نے کہا نکاح کی رجسٹریشن میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ خالصتاً انتظامی معاملہ ہے جبکہ طلاق اور تعدد ازدواج کے قانون میں بھی شریعت کے مطابق ترمیم ہونی چاہئے۔ اسی طرح شریعت کی رو سے یتیم پوتے کا دادا کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہاں دادا کو یہ حق ضرور حاصل ہے کہ وہ اپنے یتیم پوتے کے حق میں اپنی ایک تہائی وراثت تک کی وصیت کر سکتا ہے۔ لیکن بعض حلقوں کی طرف سے یہ رائے دی جا رہی ہے کہ قانون سازی کے ذریعے پوتے کا حصہ مقرر کیا جائے۔ اگر ایسا قانون بنایا گیا تو سراسر غیر اسلامی ہو گا۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ دنیا بڑی تیزی سے ایک عالمی نظام کی طرف جا رہی ہے۔ اسلام بھی ایک عالمی نظام کے قیام کا سب سے بڑا داعی اور علمبردار ہے' جس کی بنیاد اسی دن رکھ دی گئی تھی جب حضور اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی کیونکہ حضور اکرم ﷺ کو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے رسول بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ صحیح احادیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے پورے کرہ ارضی پر خلافت کا نظام قائم ہو کر رہے گا۔ لیکن اسلام کے عالمی نظام اور یہودیوں کے عالمی نظام میں جسے وہ نیو ورلڈ آرڈر کہتے ہیں' زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہودی ورلڈ آرڈر دجالی نظام ہے جبکہ اسلام کا نظام عادلانہ و منصفانہ ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اسلام کے عالمی نظام کے قیام سے پہلے آرمیگاڈان یا الملحمۃ العظمیٰ کے نام سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک بہت بڑی جنگ ہو گی جس میں اولاً مسلمانوں کا شدید نقصان ہو گا۔ پھر اللہ کی مشیت سے پانسہ پلٹے گا اور عربوں میں مسلمانوں کے ایک لیڈر حضرت مہدی کا ظہور ہو گا جو دراصل پندرھویں صدی کے مجدد اعظم ہوں گے جن کی مدد کے لئے اس خطے یعنی پاکستان اور افغانستان سے فوجیں روانہ ہوں گی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گی۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ مسلمانوں کے اس عظیم رہنما کے ظہور کا وقت اب بہت قریب ہے اور وہ خوفناک جنگ ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ چنانچہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اللہ کی جناب میں توبہ کریں اور دین کے عالمی غلبہ کے لئے کمر ہمت کس لیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا پاکستان کی بقا اور قیامت سے پہلے اسلام کے عالمی غلبہ کی پیشگوئیوں کی عملی صورت کے لئے پاکستان کی خداداد ایٹمی صلاحیت کی حفاظت ہماری دینی ذمہ داری ہے جبکہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا پاکستان کی معنوی خودکشی کے مترادف ہے۔

تعمیر کیلئے ایک عمر چاہئے اور تخریب کیلئے ایک بلکہ آدھا کالم!

قلم کی نوک، زبان کی نوک سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے اس کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہئے

قاسمی صاحب! آپ نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے کالم کے حوالے سے دین کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی شاید ہی ممکن ہو

سابقہ دورِ حکومت میں آئین کی بے حرمتی اور من مانی کارروائیوں نے وفاقِ پاکستان کو شدید خطرہ لاحق کر دیا تھا

نوائے وقت ۱۲ جنوری کی اشاعت میں شامل عطاء الحق قاسمی کے ایک کالم کے جواب میں مرزا ایوب بیگ صاحب کا مفصل مکتوب جس میں ضمنی طور پر سابقہ "جمہوری حکومت" کی "جمہوریت نواز کارکردگی" کا تجزیہ بھی شامل ہے

ممتاز مزاح نگار اور کالم نویس جناب عطاء الحق قاسمی صاحب نے جو روزنامہ "نوائے وقت" میں "روزنِ دیوار سے" کے عنوان سے برس ہا برس سے کالم لکھ رہے ہیں اور ان کے کالم کا اور بہت سے دوستوں کی طرح راقم کو بھی شدت کے ساتھ انتظار رہتا ہے کہ ان کے قلم کی شگفتگی بلاشبہ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتی ہے، اپنے ۱۲ جنوری کے کالم میں جس کا عنوان انہوں نے کچھ یوں باندھا ہے کہ "آئے ہیں عید کرنے، جائیں گے عید کرکے" عجیب ڈرامائی انداز اختیار کیا ہے۔ اپنے کالم کے نصف اول میں فاضل کالم نگار نے نہایت سنسنی خیز انداز میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سمیت ملک کی چار نامور شخصیات کے بارے میں الزامی نوعیت کے ہوش ربا "انکشافات" کیے ہیں۔ امیر تنظیم کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ: "ڈاکٹر اسرار احمد مفسر قرآن ہیں، ایک دینی جماعت کے سربراہ ہیں، بظاہر درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں لیکن ان کی ڈیڑھ کروڑ مالیت کی ایک کوٹھی کلفٹن کراچی میں، ایک کنال کا قیمتی پلاٹ اسلام آباد اور دو کروڑ روپے کے حصص ایک معروف کمپنی میں ہیں"۔ اسی نوعیت کے الزامات کالم نگار نے محترم قاضی حسین احمد، نوابزادہ نصر اللہ خان اور معروف صحافی جناب ارشاد احمد عارف پر بھی عائد کیے ہیں۔ لیکن پھر اسی کالم کے نصف آخر میں موصوف ان الزامات کو من گھڑت اور بے بنیاد قرار دے کر خود ہی ان کی صاف تردید بھی ان الفاظ میں کر دیتے ہیں کہ:

"مجھے یقین ہے کہ درج بالا شخصیات پر لگائے گئے الزامات پر ہر محبِ وطن پاکستانی کو یقین آ گیا ہو گا اور اگر میں یہ کہوں کہ سب الزامات میرے اپنے ذہن کی اختراع ہیں اور یہی سچ ہے تو بہت سے لوگوں کو صدمہ ہو گا کہ کچھ عزت دار لوگوں کی عزت داغدار کرنے کا یہ زریں موقع ہاتھ سے کیوں جانے دیا گیا؟! اس رویے کی وجہ یہ ہے کہ ہماری عزت کو داؤ پر ہر دور میں عزت دار لوگوں ہی نے لگایا ہے۔ چنانچہ جب کبھی ان کی پگڑی اچھلتی ہے، ہم بے گناہ اور گناہ گار میں تمیز کیے بغیر دل میں ایک کمینی سے خوشی محسوس کرتے ہیں اور الزامات کو بغیر کسی ثبوت یا عدالتی فیصلے کے آگے ہی آگے پھیلاتے جاتے ہیں"۔ مزید فرماتے ہیں:

"اگرچہ میں واضح کر چکا ہوں کہ درج بالا سطور میں لگائے گئے الزامات بالکل من گھڑت ہیں مگر آپ یقین کریں کہ میری اس وضاحت تک پہنچنے سے پہلے ہی کچھ دوست یہ "انکشافات" لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہوں گے اور اب تک پورے ملک میں ان کا چرچا ہو رہا ہو گا اور اگر میرے کچھ دوست میرے ساتھ اس سازش میں شریک ہو کر میرے اس کالم کے الزامات والے حصے کو خبر بنا کر اپنے اخبارات میں ان "مجرموں" کی تصویروں اور چار چھ کالمی سرخیوں کے ساتھ شائع کر دیں اور میرے کالم نگار دوست اس کی حاشیہ آرائی کریں تو یہ معززین ساری عمر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں اور کوئی مثبت کام کرنے کی بجائے اپنی بقیہ زندگی ان الزامات کی صفائی دینے میں بسر کر دیں"۔

فاضل کالم نگار تو یہ سنسنی خیز اور ڈرامائی نوعیت کا کالم لکھ کر اپنے تئیں مطمئن ہو گئے کہ انہوں نے کسی کی ذات پر اگر چھینٹے اڑائے بھی تھے تو خود ہی ان داغ دھبوں کے دھونے کا اہتمام بھی کر دیا۔ لیکن خود ان کے اندازے کے عین مطابق بہت سے لوگوں نے پورا کالم پڑھنے کی زحمت گوارا نہ کی اور ان الزامات کو سچ جان کر لے اڑے۔ اپنے ۱۴ جنوری کے کالم میں محترم کالم نگار اس کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"میں نے اپنے تیس بتیس سالہ کالم نگاری کے عرصہ میں متعدد پیش گوئیاں کیں جن میں سے بیشتر صحیح اور چند غلط ثابت ہوئیں۔ جن پیش گوئیوں نے میری لاج رکھی، ان کے صحیح ثابت ہونے میں کچھ وقت ضرور لگا تاہم اپنے گزشتہ کالم "آئے ہیں عید کرنے، جائیں گے عید کرکے" (۱۲/ جنوری) میں میں نے جو پیش گوئی کی، وہ کالم شائع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی سچ ثابت ہو گئی۔ اور آپ یقین کریں بالکل ویسے ہی ہوا۔ میں نے یہ پیش گوئی اپنے سارے قارئین نہیں، چند قارئین کے بارے میں کی تھی اور واقعی چند لوگوں نے بالکل وہی کیا جس کی پیش گوئی میں نے کی تھی۔ سویرے سویرے مجھے بھی فون موصول ہوا "قاسمی صاحب آپ نے آج ان لوگوں کو ایکسپوز کر کے بہت بڑا جہاد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے"۔ یہ سن کر بے اختیار میری ہنسی نکل گئی۔ میں نے بھی ان سے یہی پوچھا "آپ نے پورا کالم پڑھا ہے؟" کہنے لگے "نہیں، ایک دوست نے مجھے فون پر اس کا ابتدائیہ پڑھ کر سنایا ہے"۔ اس پر میں نے کہا "اور آپ نے بغیر پڑھے، بغیر تصدیق کیے، حتیٰ کہ بغیر پوری بات پڑھے، اس پر یقین بھی کر لیا اور میری ایک مقصد کے تحت کی گئی بے بنیاد الزام تراشی کو آپ نے جہاد کے زمرے میں بھی شامل کر لیا۔ اس غیر ذمہ داری پر آپ کو قیامت کے روز خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا"۔

یہ صورتحال یقیناً اطمینان بخش نہیں ہے۔ معلوم نہیں دوسروں کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونے کی وعید سنا کر قاسمی صاحب خود کو اس جوابدہی سے بری الذمہ کیسے قرار دیتے ہیں۔ ہمارے رفیق کار اور تجزیہ نگار مرزا ایوب بیگ صاحب نے اس معاملے کا سنجیدگی سے نوٹس لیتے ہوئے محترم عطاء الحق قاسمی صاحب کو اپنے اس کالم کے سنگین نتائج کی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے ایک مفصل مکتوب تحریر کیا ہے جسے کسی قدر لفظی ترمیم کے بعد ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

جناب عطاء الحق قاسمی صاحب' السلام علیکم!

۱۲ جنوری کا آپ کا وہ کالم میں جس میں آپ نے بعض حضرات پر الزامات کی بارش کی ہے اور انہیں بد عنوان بھی قرار دیا ہے اور پھر خود اس کی تردید بھی کردی ہے' نہ صرف یہ کہ بہت سے اعتبارات سے نہایت نامناسب اور بلاجواز تھا بلکہ خود آپ کے بارے میں بھی اس کے حوالے سے کچھ اچھا تاثر قائم نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے کہ میں بات کو آگے بڑھاؤں اپنا تعارف کروانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ناچیز کو مرزا ایوب بیگ کہتے ہیں۔ تنظیم اسلامی جس کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں' اس کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں۔ ایک چھوٹی سی دکان کے ذریعہ رزقِ حلال کمانے کی کوشش کرتا ہوں اور تحریک خلافت کے ترجمان ہفت روزہ ندائے خلافت کے لئے "تجزیہ" کے عنوان سے ملکی اور بین الاقوامی حالات پر تبصرہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

جس روز آپ کا مذکورہ بالا کالم شائع ہوا' میں ظہر کی نماز پڑھ کر اپنی دکان میں واپس آیا ہی تھا کہ میرے ہمسائے جو بہت شائستہ اور مہذب انسان ہیں' مجھے جھجکتے جھجکتے کہنے لگے' سنا ہے کہ نوائے وقت میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بارے میں عجیب و غریب باتیں آئی ہیں۔ میں نے اس وقت تک آپ کا کالم نہیں پڑھا تھا۔ میں نے وضاحت چاہی تو کہنے لگے کہ صاف صاف بات ہے کہ میں نے خود نہیں پڑھا بلکہ سنا ہے کہ عطاء الحق قاسمی نے مالی بدعنوانیوں کے بڑے الزامات لگائے ہیں۔ بعد میں یہ سلسلہ شروع ہی ہو گیا۔ مختلف لوگوں نے مختلف طریقوں سے اس بات کی تصدیق چاہی۔ ہر شخص کا اپنا انداز ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ طعن کرنے اور فقرے چست کرنے میں ہمارے پاکستانی مسلمان بھائی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ لہٰذا جتنی زبانیں اتنی ہی باتیں۔ رات ایک شادی کی تقریب میں ایک سرکاری افسر میری طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہمارے علماء کا بھی اللہ ہی حافظ ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ اور بالکل درست فرماتے ہیں کہ ہماری قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ اس سفید جھوٹ اور من گھڑت الزامات کی اگر خود میں بھی تردید کر دوں تو قوم نہیں مانے گی اور دوسرے دن آپ بہت فخر سے اگلے کالم میں لکھتے ہیں کہ مجھے فون پر مبارک باد دی گئی ہے کہ میں نے ان خود ساختہ درویشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قوم کی ذہنیت کے حوالے سے میں آپ کی بات کو مزید آگے بڑھا کر عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ پاکستان کے ہر چوراہے پر کھڑے ہو کر حلفاً یہ کہیں کہ میں نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' قاضی حسین احمد صاحب اور دیگر افراد کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ خدا کی قسم سب غلط تھا۔ سب جھوٹ تھا۔ تب بھی لوگ کہیں گے کہ یہ تو آدھا کالم لکھ کر ہی ڈر گیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد اور قاضی حسین احمد نے مال بھی لگا دیا ہے۔ اس صورت میں ذرا غور فرمائیں کہ آپ نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے اس سفر میں ہر نیا واقعہ' ہر نیا حادثہ اللہ رب العزت کے پاک کلام کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں سورۃ التین کی دو آیات کا مفہوم پیش کرتا ہوں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تو انسان کی تقویم بہت اعلیٰ سطح پر کی ہے لیکن جب وہ گرنے پر آتا ہے تو نچلوں میں سب سے نچلا ہوتا ہے۔ دراصل انسان اپنے حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لئے جب جسمانی یا ذہنی طور پر حد سے آگے بڑھتا ہے تو کوئی درندہ' کوئی وحشی اس کی بربریت کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور پھر یہ کہ وہ صرف اسی سے بدلہ نہیں لیتا جس سے اسے نقصان پہنچا ہوتا ہے بلکہ وہ ہر شے کو تہہ و بالا کرنے پر اتر آتا ہے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ جاتی ہے اور کسی کی عزت' جان' مال اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

آپ نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے اسی کالم کے حوالے سے دین کے کام کو جتنا شدید نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی شاید ہی ممکن ہو۔ ایک انسانی جسم میں کینسر پھیل جائے تو ڈاکٹر لاعلاج قرار دے کر موت کا انتظار کرنے کو کہتا ہے۔ آپ نے تو معاشرے کے کثیر افراد کے اذہان میں شک و ریب کے بیج بو دیئے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ آپ کے اس جرم کو کس جرم کے مساوی قرار دوں۔ اگر کوئی کھلنڈرا' بے حس' سنگ دل شخص کیلے کے چھلکے سڑک کے درمیان پھینک دے اور تماشہ دیکھنے ایک طرف کھڑا ہو جائے۔ جب کسی جوان یا بوڑھے کی پھسل کر ٹانگ ٹوٹ جائے تو وہ بہت ہٹ دھرمی سے کہے کہ میں نے تو جان بوجھ کر پھسلنے کا نظارہ دیکھنے کے لئے چھلکے پھینکے تھے۔ میری توقع کے مطابق نظارہ بہت شاندار تھا اور وہ خود کو بہت فخر سے نظارے کے تخلیق کار کی حیثیت سے پیش کرے۔ نہیں نہیں یہ جرم بہت چھوٹا ہے۔ بہت ہی معمولی بات ہے! قاسمی صاحب آپ نے معاشرے کو جو مواد فراہم کیا ہے وہ اس نظارے سے کہیں زیادہ شاندار بلکہ مزیدار ہے۔ بہت سے جرائم ذہن میں آرہے ہیں لیکن یقین کریں کوئی آپ کے جرم سے بڑھ کر نظر نہیں آتا۔ قاسمی صاحب خدانخواستہ' خدانخواستہ میں اتنا گر جاؤں کہ آپ کے والد محترم کے بارے میں (جو عالم دین کی حیثیت سے میرے لئے قابل صد احترام ہیں) کسی اخبار میں کوئی انتہائی غلیظ الزام شائع کرا دوں کہ قاسمی صاحب جنہیں لوگ ان کی زندگی میں بہت زاہد' متقی اور پرہیزگار انسان سمجھتے تھے وہ ایسی گھٹیا حرکت کے مرتکب ہوا کرتے تھے۔ ایک لمبی تحریر کے بعد آخر میں لکھ دوں کہ میں تو صرف ان کی اولاد کی حمیت چیک کرنا چاہتا تھا ورنہ یہ سب جھوٹ تھا۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں کیسی گزری؟ پھر جو جو فقرے لوگ آپ پر چست کریں گے تو شاید آپ گھر سے نکلنا چھوڑ دیں گے۔ اگرچہ یہ بات میں نے ابھی صرف آپ سے کی ہے کسی اور سے نہیں' پھر بھی گناہ کا سا احساس ہوا ہے۔

قاسمی صاحب آپ ماشاء اللہ دانشور کہلاتے ہیں۔ اس بے عقل کی بات غور سے سنیں۔ جو شخص اللہ کے حضور پیش ہونے کے تصور سے ہی کانپ رہا ہو۔ جسے قبر کا عذاب' قیامت کی سختی' جہنم کی ہولناکی اور جنت کی حرص بے چین رکھے اس سے پوچھیں کہ تمہیں سگے باپ سے زیادہ عقیدت و محبت ہے یا اس شخص سے جس نے تمہیں دین کا صحیح فہم' اس کا جامع تصور اور راہ نجات دکھائی۔ قاسمی صاحب محسن تو وہ شخص بھی ہے جس نے کسی راہ چلتے مسافر کی منزل کی طرف صحیح راہنمائی کر دی۔ اندازہ کریں دین کے معاملے میں صحیح علمی اور عملی راہنمائی کتنا بڑا احسان ہے اور احسان فراموشی مومن کی شان نہیں ہے۔

قاسمی صاحب آپ کی خدمت میں ایک حدیث مبارکہ پیش کئے دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "اے علی ایک شخص اگر تمہاری وساطت سے ہدایت پر آجائے تو یہ تمہارے لئے ایک سو سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔" اپنے بارے میں آپ اس حدیث کو بالکل برعکس کر لیں۔ فرض کریں کہ ایک شخص تنظیم اسلامی کے فکر سے مکمل طور پر اتفاق کرے' اس کے لائحہ عمل کو بھی درست سمجھے' اقامت دین کی جدوجہد میں شریک ہونے کے لئے پر تول رہا ہو۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس کو بہت سے لوگ مل جائیں گے جو حلفاً اسے کہیں گے کہ وہ ڈاکٹر اسرار احمد کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور انہوں نے تو بہت مال بنایا ہے۔ کلفٹن میں ان کا عالی شان بنگلہ تو میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ جس شخص نے ڈاکٹر صاحب کی کتاب "عزم تنظیم" یا "حساب کم و بیش" پڑھی ہو گی جس میں امیر محترم نے اپنی مالی پوزیشن واضح کی ہے اور تنظیم بنانے کے بعد زندگی میں کوئی کاروبار نہ کرنے کا اعلان تو وہ کئی مرتبہ کر چکے ہیں وہ ضرور سوچے گا کہ یہ اتنی جائیداد کہاں سے آگئی' وہ کہے گا یقیناً ان کی فکر اپنی جگہ درست ہے' ان کی مفسر قرآن کی حیثیت مسلم ہے لیکن یہ شخص تو دکاندار نکلا' دینداری اس کا دھندا ہے۔ قاسمی صاحب یہ ایک شخص بھی آپ کو بہت مہنگا پڑے گا۔ بہرحال یہ تو تھی فکر کے حوالے سے بات۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں خود اس فکر کو درست تسلیم نہیں کرتا۔

۱۱ جنوری کو قرآن اکیڈمی میں ایک محفل نکاح تھی۔ نکاح کے بعد ایک شخص نے ڈاکٹر صاحب سے مصافحہ کیا

اور اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ یہ داڑھی میں نے آپ کا ایک خطبہ نکاح سن کر رکھی تھی۔ قاسمی صاحب کل کلاں جب ڈاکٹر صاحب سورۃ الصف کا درس دیں گے تو آپ سن لیں گے کہ کوئی آواز آ جائے گی کہ ہمیں جہاد اور قتال کا درس دیتے ہیں اور خود مال بناتے ہیں۔ کتنے جرمِ عظیم کے مرتکب ہوئے ہیں آپ؟ یاد رکھئے ایک داعی کا اصل اثاثہ شاندار لیکچر یا وعظ نہیں ہوتا بلکہ ذاتی کردار ہوتا ہے۔ سننے والوں کا اعتماد ہوتا ہے۔ قاسمی صاحب تعمیر کے لئے ایک عمر چاہئے اور تخریب کے لئے ایک بلکہ آدھا کالم۔

قاسمی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ آپ کے اس کالم کا اصل مدعا اور مقصد کوئی بھی نہ جان سکا ہو گا۔ ذرا غور کیا جائے تو بات سیدھی سی ہے کہ کرپشن اور احتساب کے معاملے میں کنفیوژن پیدا کر دیا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ اتنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہ کر سکے کہ کہیں کہ نواز شریف بالکل پاک صاف ہے اور اس کی مالی بدعنوانیوں کے بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے سراسر غلط ہے۔ نواز شریف آپ کا ممدوح اور محسن ہے۔ پھر یہ کہ وہ پاکستان کی تاریخ میں صحافیوں کا سب سے بڑا خدمت گزار سیاست دان ہوا ہے۔ آپ اسے نہایت نیک اور پارسا سمجھتے تھے تو صاف کہہ دینے میں کیا حرج تھا۔ دوسروں پر گند اچھالنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس قوم کے کان بہت کچے ہیں اور پیٹ بہت "پولا" ہے۔ یہ کون سا راز تھا جس کا انکشاف کرنے آپ چلے تھے۔

قاسمی صاحب جو اصل بات آپ سے کہنی تھی کہہ چکا لیکن اب چونکہ آپ سے مخاطب ہونے کا موقعہ ملا ہے تو ۱۲/اکتوبر کے بعد لکھے ہوئے آپ کے کالموں پر تبصرہ بھی لگے ہاتھوں کرتا چلوں۔ ۱۲/اکتوبر کے اقدام کی کوئی آئین اور قانون پسند شخص حمایت نہیں کر سکتا۔ میری رائے میں ۱۲/اکتوبر کے دن جمہوریت کو ختم کر کے فوجی آمریت قائم نہیں کی گئی بلکہ بدترین سول آمریت کو ختم کر کے فوجی آمریت قائم کی گئی۔ اس کے باوجود میں حلفاً کہتا ہوں کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔ مقبولیت کے حوالے سے نواز شریف کا گراف جس بری طرح گر رہا تھا۔ میں اپنے سیاسی تجربے کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ چھ ماہ سے ایک سال میں اس نے بھی بے نظیر کے مقام پر آ جانا تھا۔ دیہاتوں میں اپنی زرعی پالیسیوں کی وجہ سے وہ نفرت کا نشان بن چکا تھا۔ البتہ شہروں میں اس کی مقبولیت میں صرف کمی واقع ہوئی تھی، ختم نہیں ہوئی تھی۔ لیکن میں ایک سیاسی تجزیہ نگار کی حیثیت سے دعویٰ کر سکتا ہوں کہ آنے والے وقت میں اسے شہروں میں بدترین مخالفت کا سامنا ہوتا۔ البتہ ۱۲/اکتوبر کے اقدام کے بعد اس کے لئے شہروں میں ہمدردی کی لہر پیدا ہوئی ہے اور مقبولیت کے حوالے سے

اپنے اقتدار کے دنوں سے قدرے بہتر ہے۔ اب آیئے نواز شریف کے دور کی جمہوریت کے بارے میں عرض کر دوں۔ جمہوریت کے تین ستون ہیں۔ قانون ساز اسمبلی، انتظامیہ اور عدلیہ اور چوتھا صحافت بھی شامل کر لیں۔ اسمبلی کے ارکان کو (آئین میں چودھویں ترمیم کے حوالے سے) اس نے گونگا بہرہ بنا دیا تھا۔ مزید برآں عدم اعتماد کا طریقہ اتنا پیچیدہ کر دیا تھا کہ ارکان اسمبلی کو اتنی لمبی مدت کے لئے میریٹ ہوٹل یا چھانگا مانگا میں رکھا نہیں جا سکتا تھا۔ لہٰذا اس تفریح بالجبر کا بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا تھا۔ جوڈیشری کا جو حشر اس دور میں ہوا۔ پاکستان کی نہیں بلکہ عالمی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں پورے پنجاب سے آئے ہوئے مسلم لیگ کے کارکن سپریم کورٹ فتح کرنے کے بعد جب قیمے والے نان کھا رہے تھے تو ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی پر خوبصورت تبصرے بھی کرتے جاتے تھے۔ فیصل آباد کے اجلاس عام میں ہر قسم کے قانون اور قاعدے کو پاؤں تلے روندتے ہوئے مغل اعظم کے سے انداز میں افسروں کو ہتھکڑیاں لگانے کا حکم دیا گیا۔ انتظامیہ کی یہ حالت تھی کہ چیف سیکرٹری پنجاب دفتر جانے سے پہلے اباجی کے پاؤں چھو کر جاتا تھا۔ صحافیوں سے تعلقات کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ اگر شریف فیملی نہ ہوتی تو صحافی اتنے زیادہ کرپٹ نہ ہوتے۔ بہرحال جو اپنی ڈگر پر نہ آیا اس کی ٹانگیں بھی توڑی گئیں اور قتل کے منصوبے بھی بنے۔ آئین کے بارے میں میاں صاحب کو یہ فقرہ رٹا دیا گیا تھا اور وہ فرفر بولتے تھے Hell with the Constitution اور سندھ میں اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا گیا۔ گورنر راج میں صوبے کے گورنر کو وقت کا چوہدری فضل الٰہی بنا دیا جائے یہ political science کی کس کتاب میں لکھا ہے؟ سندھ اسمبلی ہے لیکن اجلاس نہیں بلا سکتی، اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر ہیں لیکن اختیارات معطل ہیں، مشیر برائے سندھ امور کا عہدہ پیدا کر کے آئینی درفنتنی چھوڑی گئی۔ آئین کی بے حرمتی اور من مانی کارروائیوں نے وفاق پاکستان کو شدید خطرہ لاحق کر دیا تھا۔ ابھی تو اللہ نے آئین میں پندرھویں ترمیم سے بال بال بچایا ورنہ حضرت مولانا میاں نواز شریف آف جاتی عمرہ شریف منکر و معروف ڈکلیئر کرنے کا اختیار بھی حاصل کرنے والے تھے۔ قاسمی صاحب میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہمارے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو ہوں یا میاں نواز شریف، آئین کا احترام کرتے اور اسے پاؤں تلے نہ روندتے تو کبھی ضیاء الحق اور پرویز مشرف اپنی حدود کو پھلانگنے کی کوشش نہ کرتے۔ ہمارے یہ عوامی قائدین صرف اس حد تک جمہوریت کے قائل تھے کہ چونکہ انہیں دوسروں سے زیادہ ووٹ ملے ہیں لہٰذا اب صرف انہیں حکومت کرنے

کا حق حاصل ہے اور آئین ہو یا دوسرے ریاستی ادارے سب کو ان کے سامنے سرنگوں ہو جانا چاہئے اور ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کی حیثیت حاصل کر لے۔ وہ یہ بھول گئے کہ ایسی حکومت ووٹ سے نہیں بلکہ قوت کی بنیاد پر حاصل کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس کے پاس طاقت ہوتی ہے اس میں یہ خواہش اور لالچ پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر ایسی حکومت بنانی ہے تو میں کیوں نہ حکومت کروں۔ کاش ہمارے یہ قائدین خود کو آئین کا پابند کرتے اور ریاستی اداروں کو مضبوط کرتے تو کبھی بھاری بوٹ آئین کو روندتے ہوئے تخت حکومت کی طرف نہ بڑھتے۔

آخر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ شاید سفارتی عہدے سے محرومی کا غم ہے جس نے آپ کے اعصاب ہی نہیں حواس کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ حواس درست ہونے کی صورت میں آپ کبھی اس قسم کے واقعات پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں بیان نہ کرتے کہ خالد بن ولیدؓ جیسے جرنیل کو جب وقت کے حاکم نے برطرف کر کے دارالحکومت میں واپس بلایا تو دنیا کا یہ عظیم ترین جرنیل احکامات وصول کرتے ہی سر جھکائے خلیفہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ اس عظیم جرنیل کو کس ہستی نے برطرف کیا تھا؟ وہ جس کے بارے میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد اگر کوئی پیغمبر ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں ہے۔ وہ جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ جس راستے سے عمرؓ گزرتے ہیں اس راستے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ وہ جن کی رائے کی قرآن نے کئی مرتبہ تائید کی۔ وہ جنہوں نے خود کو آئین محمدیؐ کا اتنا سختی سے پابند کیا کہ ایسے نظم و ضبط پر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ جبکہ یہ مثال آپ نے جہاں منطبق کرنے کی کوشش کی ہے وہاں دامن داغدار ہی نہیں تار تار بھی ہے۔

قاسمی صاحب اگرچہ سچ کا زمانہ جاتا رہا ہے اور مسلمانوں کا حال یہ ہو گیا ہے کہ خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور دوسروں کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ سچ جانیں تو عرض کروں کہ میں نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے صرف فون پر ذکر کیا تھا کہ میں قاسمی صاحب کو جواب دینا چاہتا ہوں۔ خط کے مندرجات ان کے علم میں فی الحال قطعاً نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ توقع تو نہیں ہے کہ یہ خط آپ کے کالم میں جگہ پا سکے گا لیکن ندائے خلافت میں ان شاء اللہ ضرور شائع ہو گا۔ آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ "قلم کی نوک" زبان کی نوک سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس کا استعمال انتہائی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ

والسلام

ایوب بیگ مرزا

سی ٹی بی ٹی اور پاکستان

تحریر: شیخ جابر

سی ٹی بی ٹی کے حوالے سے قومی سطح پر پھر بحث کا آغاز ہو گیا ہے۔ امریکہ' جاپان' دیگر عالمی طاقتوں اور اقوام متحدہ کا دباؤ ہے کہ پاکستان اس معاہدے پر دستخط کر دے۔ اس ضمن میں حکومت نے اب تک کوئی واضح فیصلہ نہیں کیا ہے کہ آیا ہم سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے البتہ اس معاملے میں دو واضح اور متضاد آراء سامنے آئی ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یعنی پاکستان کو خود پر عائد تمام ناروا پابندیاں ختم کروا لینی چاہئے اور کامیاب مذاکرات کے ذریعے قرض معاف کروا لیا جائے۔ مزید قرض اور امداد لی جائے۔ اس سے پاکستان معاشی طور پر مستحکم ہو گا۔ ملک ترقی کرے گا اور خوش حالی آئے گی۔ کیونکہ پاکستان کا بڑا مسئلہ اقتصادی ناہمواری ہے نہ کہ عسکری نابرابری۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے بعد بھی ہم اپنے پُرامن جوہری پروگرام جاری رکھ سکیں گے۔ مزید برآں اگر کوئی رکن ملک دستخط کے بعد یہ محسوس کرے کہ بعض شقیں قومی مفادات سے متصادم ہو رہی ہیں تو وہ دفعہ نمبر۹ کے تحت اس معاہدے سے لاتعلقی کا اعلان کر سکتا ہے۔

پاکستان کے عوام و خواص کی اکثریت کی رائے اس کے برعکس ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم اپنے دفاعی اور پُرامن ہر دو قسم کے جوہری پروگرام لپیٹ کر رکھ دیں اور ظاہر ہے کہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں۔

سی ٹی بی ٹی کا ڈول دنیا میں تسلیم شدہ جوہری طاقتوں نے ڈالا ہے۔ اس میں واحد بڑی طاقت امریکہ پیش پیش ہے۔ لیکن اب تک یہ طے نہیں ہو سکا ہے کہ کسی ملک کو جوہری طاقت کیسے اور کیوں تسلیم کیا جائے۔ اب تک تو یہ ہوتا آیا ہے کہ جو ملک بھی ایک خاص طرح کے تجربات اور جوہری دھماکے کامیابی سے انجام دے لیتا تھا اسے جوہری طاقت تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ لیکن پاکستان کے ساتھ ایسا نہیں کیا جا رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ پاکستان نے کامیاب جوہری دھماکے کئے ہیں اسے "مسلمہ جوہری طاقت" نہیں مانا جا رہا۔ اگرچہ امریکہ اور دیگر جوہری طاقتوں کا یہ کہنا ہے کہ اس معاہدے کے ذریعے جوہری ہتھیاروں کا پھیلاؤ روکنا مقصود ہے' لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس معاہدے سے جوہری ہتھیاروں کا پھیلاؤ نہیں رُکتا۔ اس معاہدے کے ذریعے جوہری طاقتوں کو یہ فائدہ حاصل ہو گا کہ وہ تو اپنے تجربات جاری رکھ سکیں گی البتہ پاکستان کو اپنی جوہری پیش رفت روک دینی ہو گی۔ جوہری طاقتیں اب اس مقام پر ہیں جہاں انہیں دھماکے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس کے بغیر ہی بہتر سے بہتر جوہری ہتھیار بنانا جاری رکھ سکتے ہیں۔ اس کا براہ راست فائدہ جوہری طاقتوں کو ہو گا اور پاکستان کو اس کا براہ راست نقصان ہو گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جوہری طاقتوں کی خواہش یہ ہے کہ پاکستان اس میدان میں ترقی نہ کرے۔ جوہری راستے پر پاکستان کا سفر جوہری طاقتوں کی بالادستی کیلئے ایک خطرہ ہے اور کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بالادستی کو زک پہنچے۔ گویا یہ معاہدہ پاکستان کے وسیع تر قومی مفادات کے خلاف ہے۔

اگر جوہری طاقتیں واقعی اس مقصد میں سنجیدہ ہیں کہ جوہری ہتھیار دنیا کیلئے ایک خطرہ ہیں اور دنیا سے جوہری ہتھیاروں کو ختم ہونا چاہئے تو اس نیک کام کا آغاز وہ اپنے گھر سے کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جوہری طاقتیں اپنے ہتھیار تلف کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان اپنا عسکری جوہری پروگرام نہ بند کرے۔

سی ٹی بی ٹی کی بعض دفعات ایسی ہیں جو واضح طور پر پاکستان کے قومی مفادات اور قومی حمیت کے منافی ہیں۔ خاص کر دفعہ ۲ اور ۴ جس کا تعلق عالمی جانچ سے ہے۔

دفعہ ۲' سی ٹی بی ٹی کے ٹیکنیکل سیکرٹریٹ کو اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ وہ عالمی جوہری تنظیم International Atomic Energy Agency (IAEA) کے تعاون سے جانچ کر سکیں۔ یہ جانچ کس قسم کی ہو گی؟ کب کب ہو گی؟ اس سے متعلق دفعہ ۴ میں بیان ہوا ہے۔

پیرا ۵۳ کے مطابق جانچ کی ٹیم کا چناؤ ڈائریکٹر جنرل سی ٹی بی ٹی کرے گا۔ وہ ایسا کسی بھی ملک کی درخواست پر کر سکتا ہے۔ مثلاً امریکہ یا برطانیہ کو کسی بھی وقت یہ شبہ ہو کہ فلاں ملک کچھ ایسے تجربات میں ملوث ہے جو سی ٹی بی ٹی کے خلاف ہیں۔ بس ڈائریکٹر جنرل سی ٹی بی ٹی IAEA کے تعاون سے فوراً ایک ٹیم تشکیل دیں دی جائے گی جو معائنہ کر سکے کہ یہ الزام درست ہے کہ غلط۔ پیرا ۵۸۱ کے مطابق معائنہ ٹیم کو اس بات کا اختیار ہو گا کہ فی الفور موقع پر پہنچ کر جانچ کریں' انہیں انتہائی دخل اندازی کا اختیار ہو گا۔ اپنی رپورٹ کی تکمیل کیلئے ٹیم وہاں ۱۳۰ دن تک قیام کر سکتی ہے۔ ذرا تصور کریں کہ کیا ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ کہوٹہ پلانٹ' ڈاکٹر عبدالقدیر خان لیبارٹریز یا جو بھی ہماری جوہری تجربہ گاہیں ہیں اور جہاں بھی ہیں اور جہاں کسی محب وطن پاکستانی کو بھی جانے کی اجازت نہیں ہے کیا ہم گوارا کر لیں گے کہ وہاں عالمی معائنہ ٹیمیں دندناتی پھریں؟ انہیں انتہائی دخل اندازی تک کی اجازت ہو؟ وہ وہاں ۱۳۰ دن تک قیام کر سکیں؟

اور یہ ایک دن کی بھی بات نہ ہو گی۔ جس جوہری طاقت کو جب شبہ ہو گا۔ یہ تمام مشق اسی وقت دہرائی جا سکے گی۔ دراصل یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے جوہری طاقتیں غیر جوہری طاقتوں کو مسلسل ہراساں کرنے کا کام لے سکتی ہیں۔ مسلمان ممالک اور پاکستان کو تو خاص کر عراق کے انجام سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ وہاں اقوام متحدہ کی معائنہ ٹیم نے فوری فرمائش پر کیا کیا تھا؟ یعنی سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے بعد عالمی طاقتوں کے مقابلے پر ایک ترقی پذیر ملک کو اپنی خود مختاری یہاں تک کہ آزاد تشخص تک برقرار رکھنا دشوار ہو جائے گا۔

پاکستان نے جوہری میدان میں جو کچھ بھی حاصل کیا ہے وہ سراسر خدا کا فضل اور اپنے زورِ بازو کا نتیجہ ہے۔ جس کی جانچ کا حق کسی کو کسی قیمت پر نہیں دینا چاہئے خواہ وہ سی ٹی بی ٹی' این پی ٹی' اقوام متحدہ یا خود امریکہ ہو' کے باشد۔

مندرجہ بالا حالات میں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ ہاں اگر حالات تبدیل ہوں اور عالمی دنیا پاکستان کی یہ شرائط تسلیم کرنے کو تیار ہو تو دوسری بات ہے۔

1) پاکستان پر عائد تمام پابندیاں ختم کی جائیں۔ اس میں اقتصادی پابندیوں کے ساتھ ساتھ وہ پابندیاں بھی شامل ہیں کہ جن کی وجہ سے پاکستان بہت سے آلات' مواد اور کیمیکل باہر نہیں منگوا سکتا۔
2) قرضوں پر سود معاف کیا جائے۔
3) پاکستان کو جوہری قوت تسلیم کیا جائے۔
4) پاکستان کبھی کسی صورت میں اپنی جوہری تنصیبات کے معائنے کی کسی کو اجازت نہ دے گا۔

پتہ تبدیلی دفتر

تنظیم اسلامی حلقہ گوجر خان کا دفتر تبدیل ہو گیا ہے۔ نئے دفتر کا پتہ درج ذیل ہے: دفتر تنظیم اسلامی گوجر خان' عقب تھانہ' نیو غلہ منڈی (حاجی فضل حسین مارکیٹ) گوجر خان' ضلع راولپنڈی

قرضوں کی جنگ (۵)

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ایوب خان   ترتیب و تسوید : سردار اعوان

۱۸۱۵ء میں نپولین دوبارہ فرانس آگیا اور فوج نے اس کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اب نپولین نے فرانس کے بینک سے فوج تیار کرنے کے لئے ۵۰ لاکھ پونڈ ادھار لئے مگر ۹۰ دن کے اندر برطانیہ کے ڈیوک آف ولنگٹن نے واٹر لو کے میدان میں اسے شکست دے دی۔

اس کے بعد یہ بھی عام قاعدہ ہو گیا کہ بینک دونوں مخالفوں کو قرضہ دے' اس شرط پر کہ ہارنے والے کا قرضہ جیتنے والا ادا کرے گا۔

دوسرا بینک آف یو۔ایس

۱۸۱۶ء میں کانگرس نے ۲۰ سال کے لئے ایک اور پرائیویٹ بینک بنانے کی اجازت دے دی۔ اس کی شرائط اور کاروبار کی نوعیت پہلے بینک والی ہی تھیں۔ اور غالباً ایک تہائی انویسٹر باہر کے لوگ تھے۔

انڈریو جیکسن (Andrew Jackson) یہ بینک بنانے کا مخالف تھا۔ وہ صدارت کا امیدوار تھا۔ بینکرز انتخابات کو کنٹرول کرنا چاہتے تھے۔ اس کے باوجود ۱۸۲۸ء کے انتخابات میں وہ کامیاب ہو گیا۔ بینک کی دوبارہ منظوری ۱۸۳۶ء میں لینی تھی اور وہ جیکسن کی دوسری ٹرم کا آخری سال ہونا تھا۔ بشرطیکہ وہ اس وقت تک صدر رہے۔ اس کے باوجود اس نے فیڈرل گورنمنٹ کے ۱۱۰۰۰ میں سے ۲۰۰۰ ملازمین کو برطرف کر دیا۔

۱۸۳۲ء میں جب انتخابات کا وقت آ رہا تھا بینکرز نے سوچا کہ اس موقع پر جیکسن جھگڑے میں پڑنا نہیں چاہے گا اس لئے چار سال پہلے ہی انہوں نے بینک کی دوبارہ منظوری کے لئے کانگرس کو کہا کہ بل پیش کرے۔ کانگرس نے مان لیا اور بل پاس کر دیا۔ مگر جب بل صدر کے پاس پہنچا تو اس نے اسے ویٹو کر دیا اور اس پر وہ نوٹ لکھا جو ایک عظیم امریکن دستاویز ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"بینک میں ۸۰ لاکھ ڈالر کا سرمایہ غیر ملکیوں کا ہے۔ اتنی بڑی طاقت ان لوگوں کے ہاتھ میں دینا جو لوگوں کے سامنے اپنے کام کے ذمہ دار نہیں ہیں' بہت بڑی برائی کو جنم دے سکتی ہے۔ کیا اس سے ہمارے ملک کی آزادی کو خطرہ پیش نہیں آ سکتا۔ کرنسی کو کنٹرول کرنا' لوگوں کا روپیہ وصول کرنا اور ان کو اپنے اوپر انحصار کرانا اس سے زیادہ خطرناک ہے جو دشمن کی فوجی طاقت سے ہو سکتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ امیر اور طاقتور لوگ ذاتی اغراض کے لئے قانون کو موڑ لیتے ہیں' حالانکہ حکومت کو چاہیے کہ اللہ کی بارش کی طرح ہر غریب اور امیر' ہر اعلیٰ اور ادنیٰ سب کے لئے نعمت بنے۔ اگر کانگرس کو کاغذی نوٹ جاری کرنے کا حق ہے تو اس لئے ہے کہ وہ خود یہ نوٹ جاری کرے نہ کہ دوسروں کو اس کی اجازت دے"۔

الیکشن آ گیا اور جیکسن اپنے ووٹ کے لئے پھرنا شروع ہوا (اس سے پہلے صدارت کے امیدوار گھر میں ہی پڑے رہتے تھے) اس کا نعرہ تھا بینک یا جیکسن' بینکرز نے ۳۰ لاکھ ڈالر سے مخالف امیدوار کی مدد کی' مگر جیکسن جیت گیا۔

جیکسن نے کہا کہ ابھی کرپشن کے سانپ کو صرف زخم لگا ہے' وہ مرا نہیں۔ اس نے سیکرٹری خزانہ سے کہا کہ سرکاری روپیہ اس بینک سے نکال کر سٹیٹ بینک میں رکھے۔ اس نے انکار کر دیا۔ صدر نے ایک اور کو سیکرٹری مقرر کیا مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ پھر تیسرے نے اس پر عمل کیا۔ صدر نے کہا کہ میں نے زنجیر ڈال دی ہے' اب اس کے دانت نکالوں گا۔ ادھر بینک کے صدر نکولاس بڈل (Nicholas Biddle) نے نئے سیکرٹری کو ہٹانے کے لئے اپنا اثر استعمال کیا اور کہا کہ اگر بینک کو چارٹر نہ کیا گیا تو وہ ملک میں کساد بازاری لے آئے گا۔ اس نے اعلانِ جنگ کیا:

"صدر سمجھتا ہے کہ اس نے انڈین لوگوں پر چاقو چلایا ہے اور ججوں کو قید کیا ہے تو وہ بینک کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا' وہ غلطی پر ہے"۔

بڈل نے مزید کہا کہ وہ ملک میں روپے کی سپلائی کم کر دے گا۔ لوگ سخت تکلیف میں چلے جائیں گے اور کانگرس مجبور ہو جائے گی کہ بینک کو بحال کرے۔ یہ خالص سچائی تھی جو (خلاف معمول) بیان کی گئی۔ ایسا کئی بار ہوا مگر کسی کو پتہ نہ لگا۔ بڈل نے اپنی دھمکی پر عمل کیا۔ اس نے اپنے پرانے قرضے واپس مانگنے شروع کئے اور نئے قرضے دینے سے انکار کر دیا۔ لوگوں میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگی۔ بڈل نے صدر جیکسن کو الزام دیا کہ حکومت نے اپنا روپیہ نکال لیا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اجرتیں اور مزدوریاں ناپید ہو گئیں۔ بے روزگاری بڑھ گئی' تاجر کنگال ہونے شروع ہوئے' قوم چلانے لگی' اخبارات صدر کے خلاف لکھنے لگے' بینک نے ارکان کانگرس کو بھی ادائیگی سے انکار کر دیا اور ایک ماہ کے اندر اندر کانگرس اپنا اجلاس بلانے پر مجبور ہو گئی۔

جیکسن کو صدر بننے کے چھ ماہ بعد ہی ملزم گردانا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ صدر کو ملزم کہا گیا۔ جیکسن بینک پر برسا:

"تم سانپوں کی غار ہو۔ میں تمہیں نکالنا چاہتا ہوں' اور خدائے قیوم کی قسم! میں تمہیں نکال کے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی شعبہ انگریزی کے لئے انگریزی زبان میں مناسب مہارت اور ذوق رکھنے والے کسی ایسے باصلاحیت فرد کی ضرورت ہے جو مندرجہ ذیل اہلیت کا حامل ہو۔

1) کم از کم تعلیم : بی اے
2) انگریزی مضامین کی ایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ کا کام مناسب طور پر کر سکتا ہو۔
3) انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی ترجمہ کرنے کی اچھی اہلیت رکھتا ہو۔
4) کمپیوٹر سے واقفیت رکھتا ہو e-mail کے ذریعہ بیرون ملک رابطہ رکھنے میں معاونت کر سکتا ہو۔
5) تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کے افکار و نظریات سے اچھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنظیم اسلامی کے رفیق اس پہلو سے قابل ترجیح ہوں گے۔
6) کل وقتی افراد کو ترجیح دی جائے گی۔ تاہم ملازم پیشہ جز وقتی پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔
7) ریٹائرڈ / عمر رسیدہ مگر اچھی صحت کے حامل پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

ناظم نشر و اشاعت

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 5869501-03

کاروان خلافت منزل بہ منزل

جامع القرآن لاہور میں دورۂ ترجمۂ قرآن

اس سال جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے خود حاصل فرمائی۔ جبکہ نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حافظ مقبول احمد کے حصے میں آئی۔ پورا رمضان قرآن اکیڈمی میں جشن کا سا سماں رہا۔ دور و نزدیک سے مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد اس پروگرام میں شریک ہوئی۔ رفقاء تنظیم کی شرکت بہت ہی کم رہی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بہت سے رفقاء نے اپنی رہائش گاہوں کے نزدیک نماز تراویح سے قبل یا بعد ویڈیو کے ذریعہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اس سال پروگرام کی ترتیب کچھ یوں رہی کہ ہر چار رکعت نماز تراویح سے پہلے ۴۵ منٹ کی نشست میں قرآن کے جتنے حصہ کا ترجمہ و مختصر تشریح بیان ہو جائے اسے نماز تراویح میں سنا جاتا۔ اس طرح ہر روز چار نشستیں ہوتیں۔ آخر میں آٹھ رکعتیں نماز تراویح اور وتر پڑھے جاتے۔ یوں یہ پروگرام رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہتا۔ ابتدائی آٹھ رکعتیں نماز تراویح سے فارغ ہو کر پندرہ منٹ کا وقفہ ہوتا جس میں حاضرین کی چائے سے تواضع کی جاتی۔ رمضان کے آخری عشرے میں قیام اللیل کی مزید سعادتیں حاصل کرنے اور قرآن کے اہم حصوں کی قدرے مفصل تشریح کی غرض سے امیر محترم نے روزانہ چار نشستوں کا وقت بڑھا کر ایک گھنٹہ کر دیا۔ آخری عشرے کی سعادتیں حاصل کرنے کی غرض سے شرکاء کی تعداد میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اس بار کے دورۂ ترجمہ قرآن کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں امیر محترم کے بیان میں ایک نیا رنگ دیکھنے میں آیا' جسے شرکاء کی اکثریت نے محسوس کیا۔ یعنی امیر محترم کے بیان میں فرائض دینی کے جامع تصور کے ساتھ 'تعلق مع اللہ' دنیا کی بے رغبتی' استحضار فی الآخرۃ اور وعظ کا رنگ نمایاں رہا۔ یہ پروگرام رمضان کی ۲۷ویں شب کو اختتام پذیر ہوا۔ اس رات حاضرین کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی تھی۔ رفقاء کی بڑی تعداد اختتامی پروگرام میں شریک ہوئی۔ اس موقع پر امیر محترم نے شرکاء کو تنظیم اسلامی میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔ تقریباً سترہ افراد نے جمعۃ الوداع کے دن بعد نماز عصر تنظیم میں شمولیت اختیار کی اور امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (رپورٹ : فرقان دانش خان)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی نے ماہ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر اسرہ جات کو استقبال رمضان المبارک کے موضوع پر دعوتی پروگرام منعقد کرنے کا ہدف دیا۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام شاہد احمد عبداللہ صاحب کے گھر علامہ اقبال ٹاؤن میں ۲۴ نومبر کو بعد نماز مغرب ہوا۔ راقم نے عظمت صیام و قیام رمضان کے موضوع پر گفتگو کی۔ رفقاء و احباب کی تعداد ۱۵ تھی۔

دوسرا پروگرام : ۲۶ نومبر ۹۹ء بعد نماز عشاء محمد افضل چوہدری کے گھر ہجویری ٹاؤن ملتان روڈ منعقد ہوا۔ رحمت اللہ بٹر ناظم تربیت تنظیم اسلامی پاکستان نے سورۃ البقرۃ کے ۲۳ رکوع کی روشنی میں روزہ کے احکام و حکمت تفصیل سے بیان کئے۔ یہاں رفقاء و احباب کی تعداد ۳۵ تھی۔

تیسرا پروگرام : سلیم قمر صاحب کے گھر اچھرہ میں ۲۷ نومبر بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ یہاں بھی چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے عظمت صوم کے موضوع پر خطاب کیا۔ احباب کی تعداد ۴۰ تھی۔

چوتھا پروگرام : ۲۸ نومبر محمد افضل انجینئر صاحب کے گھر کینال ویو میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ پروفیسر فیاض حکیم صاحب امیر لاہور جنوبی نے خطاب کیا۔ یہاں احباب کی تعداد ۱۵ تھی۔

پانچواں پروگرام : ۲۸ نومبر ۹۹ء بعد نماز مغرب مسجد تکیہ معصوم شاہ موڑ سمن آباد میں منعقد ہوا۔ پروفیسر فیاض حکیم صاحب نے استقبال رمضان المبارک کے موضوع پر خطاب کیا۔ حاضرین کی تعداد ۲۵ تھی۔

چھٹا پروگرام : ۳ دسمبر ۹۹ء بعد نماز عشاء دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی میں منعقد ہوا۔ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "عظمت صیام و قیام رمضان المبارک" کے موضوع پر سورۃ البقرۃ کے ۲۳ رکوع کی روشنی میں خطاب فرمایا اور احباب کو دعوت دی کہ ماہ رمضان میں نماز تراویح کے ساتھ ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں بھرپور شرکت کریں۔ احباب کی تعداد ۲۰۰ اور ۵۰ خواتین نے شرکت کی۔

ساتواں پروگرام : اتوار ۲۵ دسمبر ڈھولن وال میں ایک احباب میں سے ایک کے سبزہ زار میں منعقد ہوا۔ یہاں رحمت اللہ بٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ احباب کی تعداد ۵۰ تھی۔

آٹھواں پروگرام : اتوار ۵ دسمبر ۹۹ء بعد نماز مغرب وقار احمد صاحب کے گھر واقع خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ عبداللہ محمود نے روزہ کی حکمت اور تقویٰ کی اصل حقیقت کے موضوع پر خطاب کیا۔ احباب کی تعداد ۲۰ تھی۔

نواں پروگرام : محمد اکرم خان صاحب کے گھر بند روڈ میں ۷ دسمبر بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ یہاں بھی رحمت اللہ بٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔ احباب کی تعداد ۴۰ تھی۔

دورۂ ترجمۂ قرآن

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے دفتر واقع ۸۶۶۔ این پونچھ روڈ سمن آباد میں گذشتہ دو سال سے دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔ یہاں ہر ماہ دعوت فورم باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے جس میں مقتدر دینی و علمی شخصیات اپنے خطابات سے عوام الناس کو مستفید فرماتے ہیں۔ اسی مقام پر ایک سہ ماہی تجوید و عربی گرامر کلاس کا بھی اجراء ہوا۔

ماہ رمضان المبارک کی آمد پر امیر محترم کے چھوٹے بھائی اقتدار احمد مرحوم کے صاحب زادے حافظ ارشد احمد (ایم۔ بی۔ اے) نے خواہش ظاہر کی کہ وہ لاہور جنوبی میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ امیر لاہور جنوبی نے اس پیشکش کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم جانا اور اسے قبول کر لیا۔ نماز تراویح میں قرآن سنانے کا قرعہ فال امیر محترم کے دوسرے چھوٹے بھائی وقار احمد صاحب کے صاحب زادے (انجینئر) حافظ عبداللہ محمود کے نام نکلا۔

امیر لاہور جنوبی پروفیسر فیاض حکیم صاحب نے رفقاء کے مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ دفتر لاہور جنوبی میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد ہو۔ اس مقصد کے لئے فوری طور پر دفتر کے عقب میں ایک بڑا ہال' کچھ باتھ روم اور جائے وضو بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ زون نمبر ۲ کے نقیب اعلیٰ محمد عباس صاحب نے دن رات کی محنت سے ایک ماہ کی قلیل مدت میں ایک بڑا ہال اور دوسری سہولیات بہم پہنچائیں۔ الحمد للہ رمضان المبارک سے قبل تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔

یکم رمضان المبارک کو دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز ہو گیا۔ خلاف توقع جس قدر ہال بنایا گیا تھا پہلے ہی دن تنگی داماں کا منظر پیش کر رہا تھا۔ تقریباً ۱۹۰ احباب اور ۲۰ خواتین شریک ہوئیں۔ چار رکعات نماز تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کا ترجمہ و مختصر تشریح کا بیان بزبان رشید ارشد اور پھر نماز تراویح میں حافظ عبداللہ محمود کی خوش الحان قرات سے حاضرین حظ اٹھاتے رہے۔ ماہ مبارک کے دوران اس پروگرام کا شہرہ گرد و نواح میں بڑھتا گیا۔ کچھ احباب کو قرآن حکیم کا پیغام متاثر کر رہا تھا تو کچھ پروانوں کو خوش الحان قراءت کھینچ کر لا رہی تھی۔

آٹھ تراویح کے بعد ۱۵ منٹ کا وقفہ کیا جاتا تھا۔ جس میں احباب کی چائے و بسکٹ سے تواضع کی جاتی تھی۔ چائے کے اہتمام میں رفیق تنظیم افتخار انور کے ساتھ دیگر رفقائے تنظیم کی محنت و محبت پورے ماہ جاری و ساری رہی۔ تقریباً ساڑھے گیارہ/بارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوتا۔ اس

پروگرام کو رونق بخشنے کے لئے ڈاکٹر ابصار احمد صاحب اور ان کے اہل خانہ ماڈل ٹاؤن سے تشریف لاتے رہے۔ اسی طرح نواز سیال صاحب اپنے رفقاء واحباب کے ساتھ چوہان روڈ اسلام پورہ سے باقاعدگی سے تشریف لاتے رہے۔ اوسطاً ۶۰ تا ۸۰ احباب اور ۱۵ تا ۲۵ خواتین نے باقاعدگی سے شرکت کی۔

۲۹ رمضان المبارک کو تکمیل قرآن و تکمیل دورۂ ترجمہ قرآن کے ضمن میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے خطاب کیا۔

امیر محترم نے فرمایا کہ ۳۵ سال قبل سمن آباد ہی سے دعوت رجوع الی القرآن کا آغاز کیا تھا۔ اب پھر اسی مقام سے ایک بندہ خدا منظور حسین صاحب کی ہبہ کردہ جگہ پر قرآن کی نشرواشاعت کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس موقع پر امیر محترم نے اعلان کیا کہ یہاں بھی ماڈل ٹاؤن کی طرح جامع القرآن اور قرآن اکیڈمی جلد تعمیر کی جائے گی۔ امیر محترم نے عوام الناس پر یہ حقیقت واضح کی دورہ ترجمہ قرآن کے نتیجہ میں جو قرآن کا پیغام ہمیں ملا ہے اس پر عمل پیرا ہوں۔ امیر محترم نے فرمایا ہم جس ملک میں بس رہے ہیں وہاں اللہ کا عطا کردہ نظام خلافت نافذ نہیں ہے' بلکہ ظلم پر مبنی استحصالی و سودی نظام مسلط ہے۔ جب تک ہم اپنی بیشتر توانائیاں اس نظام کو ختم کرنے کے لئے صرف نہیں کرتے ہماری نمازیں' روزے' حج اور دوسری عبادتیں قبول نہیں ہوں گی۔ کافرانہ نظام کے تحت جینے کا کفارہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اقامت دین کی جدوجہد میں شریک ہو۔ یہ اس کا فرض ہے کہ اس کے لئے جماعت تلاش کرے۔ تقریر کے اختتام پر امیر محترم نے نمازوتر کی امامت کی۔

(رپورٹ : غازی محمد وقاص)

فیصل آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء کے تاثرات

مسجد العزیز پیپلز کالونی نمبر ایک میں دوران نماز تراویح دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد محترم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے مترجم کی ذمہ داری نبھائی۔ ہر روز پہلے محلہ کے وہ حضرات جو بغیر ترجمہ کے نماز تراویح ادا کرنا چاہتے وہ اپنی نماز مکمل کر لیتے۔ اس کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ترجمہ قرآن کے ساتھ تراویح کا آغاز ہوتا۔ پہلے عشرے میں شرکاء کی تعداد ۷۰۔۸۰ کے درمیان رہی جو درمیانی عشرے میں کم ہو کر ۴۰۔۵۰ تک آگئی۔ جبکہ آخری عشرہ میں شرکاء کی تعداد ۱۵۰ تک چلی گئی۔ ہر روز ترجمہ اور تراویح کا پروگرام ۱۲ سے ساڑھے بارہ بجے تک چلتا رہا جو آخری دنوں میں ۲ بجے رات تک بھی گیا۔ اس پروگرام کے چند شرکاء کے تاثرات حسب ذیل ہیں:

ڈاکٹر فاروق احمد صاحب : بہت مختصر وقت میں قرآن پاک کا مفہوم سمجھنے کا بہترین موقع ملا ہے۔ ورنہ مصروف زندگی میں بہت سارے لوگ اتنا وقت ہی نہیں نکال پاتے کہ تفصیل سے قرآن پاک کو سمجھ سکیں۔

امین صاحب : دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران قرآن پاک کا نزول براہ راست ضمیر پر ہوتا محسوس ہوتا ہے اور کلام الٰہی کا اثر حقیقی رنگ میں نظر آتا ہے۔

محمد انور صاحب : اس سے دماغ میں ایک وسعت آتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک کس لئے نازل ہوا اور ہمیں اپنی زندگی کیسے گزارنی چاہئے۔

محمد ادریس صاحب : یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم سے ہی کلام ہو رہا ہے۔

محمد قاسم صاحب : یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے اس بابرکت محفل کے لئے ہمیں چنا۔

نصیر احمد صاحب : بہت سارے اختلافی مسائل سمجھ میں آئے ہیں اور دین کے بارے میں بہت سی الجھنیں دور ہو گئی ہیں۔

طاہر محمود صاحب : قرآن پاک کی ہدایت حاصل کرنے کا آسان ذریعہ دورۂ ترجمہ قرآن ہے۔

محسن ندیم صاحب : ایمان میں اضافہ کا باعث ہے۔

سہیل کرامت صاحب : قرآن پاک صحیح معنوں میں سمجھ میں آیا اور خاص دلی سکون محسوس ہوا۔

محمد اعظم صاحب : جو کچھ اب سمجھ میں آ رہا ہے اس کا اس سے پہلے ہمیں بالکل شعور نہیں تھا۔

ہمایوں کامران : ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کا طریقہ بہت اچھا اور آسان فہم ہے' لیکن وقت بہت کم ہوتا ہے۔ میرے بہت سے شکوک و شبہات صاف ہو گئے۔

عبدالغفار صاحب : ہم لوگ آج سے پہلے قرآن پاک صرف ثواب کی خاطر پڑھتے رہے ہیں۔ پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا ہی باعث ہدایت ہے۔

عمیر انور صاحب : میں نے بچپن کے بعد اب ہی قرآن پاک کو پڑھا ہے اور اس سے واقعتاً دلچسپی میں اضافہ ہوا ہے۔

محمد شہزاد شفیع صاحب : ترجمہ سننے سے بہت سے اختلافی مسائل سمجھ میں آئے۔

تنظیم اسلامی کا سی ٹی بی ٹی کے خلاف مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن نے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے خلاف جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک احتجاجی مظاہرے کا اہتمام کیا۔ جامع مسجد دارالسلام باغ جناح میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تنظیم اسلامی کے رفقاء' قائدین اور شرکاء جمعہ نے سی ٹی بی ٹی کے خلاف اس احتجاجی مظاہرے میں شرکت کی۔ مظاہرے کے شرکاء نے بینر اٹھا رکھے تھے جن پر سی ٹی بی ٹی نامنظور کے نعرے درج تھے۔ یہ جلوس مسجد دارالسلام سے شروع ہو کر مسجد شہداء ریگل چوک پر اختتام پذیر ہوا۔ تنظیم اسلامی لاہور کے امیر مرزا ایوب بیگ کے علاوہ دیگر قائدین جناب عبدالرزاق قمر' ڈاکٹر عارف رشید' محمود عالم میاں' حافظ محمد عرفان اور فیاض حکیم صاحب نے مظاہرے کی قیادت کی۔ قبل ازیں امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریک پر نمازی حضرات نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے باز رہے۔ اخبارات نے اس مظاہرے کی کوریج بہت اچھے انداز میں کی۔ تمام مقامی و قومی اخبارات نے مظاہرے کی خبر اور تصاویر نمایاں طور پر شائع کیں۔ (رپورٹ : فرقان دانش خان)

بقیہ : قرضوں کی جنگ

رہوں گا"۔

کانگریس کے ووٹوں سے بینک بحال ہو سکتا تھا مگر پنسلوانیا کے گورنر نے (جہاں بینک کا ہیڈ کوارٹر تھا) صدر کی مدد کی۔ نیز بڈل کے کھلے اعلان نے کہ وہ اکانومی کو تباہ کر دے گا' حالات کو بدل دیا۔ کانگریس میں اکثریت نے بینک کے خلاف ووٹ دیا اور اسے چارٹر نہ مل سکا۔ ۱۹۳۶ء میں بینک بند ہو گیا۔ یہ چوتھی بینک جنگ تھی۔

۳۰ جنوری ۱۸۳۵ء کو صدر پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر وہ بچ گئے۔ حملہ آور پر مقدمہ چلا مگر پاگل پن کی بنیاد پر اسے رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد اس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ یورپ کے بعض طاقتور آدمیوں نے اسے یہ کام دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو اسے چھڑا لیا جائے گا۔

جیکسن نے منی چینجرز کو اس قدر خراب کیا کہ انہیں دوبارہ اس حالت تک پہنچنے کے لئے پوری ایک صدی لگی جب ۱۹۳۵ء میں نیشنل بینک ایکٹ پاس ہوا۔

(جاری ہے)

ضرورت رشتہ

ایم۔ اے اسلامیات' بی ایڈ۔ عمر ۲۵ سال۔ خوش شکل و نیک سیرت لڑکی کے لئے ترجیحاً زمیندار خاندان سے دینی مزاج' برسرروزگار رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : معرفت مہراللہ بخش

۴۵۔ فاروق کالونی' کالج روڈ' سرگودھا

☆ ☆ ☆

امریکہ میں مقیم' ذاتی کاروبار' تعلیم F.Sc (ایف ایس سی) ۲۳ سالہ لڑکے کے لئے دینی گھرانے کی امریکن شہریت یافتہ لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ : مختار احمد فون : ۴۵۸۸۹۱۵ کراچی۔

محمد اسلم علوی فون : ۴۵۰۵۰۵۲

☆ ☆ ☆

دینی مزاج' باپردہ' ۲۸ سالہ لیڈی ڈاکٹر کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سردار اعوان' 36-K ماڈل ٹاؤن' لاہور

Vol:9 Regd. CPL No. 127 No.3
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی
راولپنڈی کینٹ کے دعوتی پروگرام

ماہ دسمبر ۹۹ء چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اس وجہ سے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے بھرپور اور انتہائی منظم پروگرام تشکیل دیئے تھے جو کہ اللہ کی نصرت اور توفیق سے انتہائی کامیابی کے ساتھ تکمیل پذیر ہوئے۔ ان پروگراموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

① اس مرتبہ پہلی بار راولپنڈی کینٹ میں قرآن کے منتخب حصوں پر مشتمل ۲۲ قرآنی لیکچرز کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ قرآنی لیکچرز حسن اختر ملک صاحب کی رہائش گاہ پر ہر روز باقاعدگی سے نماز تراویح کے بعد منعقد ہوئے۔ ان لیکچرز کا دورانیہ ۴۵ منٹ پر مشتمل تھا اس کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی رکھی جاتی تھی۔ یوں یہ لیکچرز تقریباً ۲ گھنٹے پر محیط ہوتے تھے۔ لیکچر کے اختتام پر احباب کی تواضع پشاوری قہوے سے کی جاتی رہی۔ ان لیکچرز میں احباب کی حاضری توقع سے کہیں زیادہ رہی۔ حالانکہ پروگرام کا وقت نماز تراویح کے بعد کا تھا اور رات کو سردی بھی زیادہ ہوتی تھی اس کے باوجود ۵۰ سے ۶۰ احباب نے باقاعدگی سے شرکت فرمائی اور انتہائی دلچسپی شوق اور انہماک سے ان لیکچرز کو سنا۔ اور بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ان لیکچرز کی خاص بات یہ تھی کہ ساؤنڈ سسٹم کے ذریعے سے خواتین کو بھی یہ لیکچرز سنائے گئے۔ ۲۵ سے ۳۰ خواتین نے یہ لیکچرز سنے۔

اس موقع پر کتابوں کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ رمضان المبارک کی خوشی میں ان کتابوں کی قیمت میں ۵۰ فیصد کمی کر دی گئی تھی۔ جس کو احباب نے بہت سراہا۔ یہ تمام لیکچرز ڈاکٹر عمر علی صاحب نے دیئے۔ انہوں نے بہت زیادہ محنت کی اور پوری انہماک سے ان لیکچرز کو دیا گیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لیکچرز سے متاثر ہو کر ۱۳ احباب نے فوراً تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی اور باقی کئی احباب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ عنقریب تنظیم میں شامل ہو جائیں گے۔

اس پروگرام کے لئے جناب حسن اختر ملک صاحب نے بہت زیادہ تعاون کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائیں گے۔

- رمضان المبارک میں تجوید کی کلاس ہفتے میں دو دن تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے دفتر میں منعقد ہوتی رہی۔ یہ سلسلہ رمضان المبارک کے بعد بھی جاری رہے گا۔
- ہمارے محترم رفیق جناب ڈاکٹر عمر علی خان صاحب نے تین جمعہ میں جماعت کے زیر اہتمام قرآن پاک کے دو دروس دیئے جن میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت فرمائی۔
- جناب ڈاکٹر عمر علی خان صاحب نے جماعت اسلامی کے زیر اہتمام رمضان المبارک کی ۲۵ ویں شب کو مسجد لقمان ڈھوک سیداں میں ایک گھنٹہ کا درس دیا۔ یہ تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی کا مشترکہ پروگرام تھا۔

⑤ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے امیر جناب رؤف اکبر صاحب اور ناظم نشر و اشاعت اشتیاق حسین صاحب خصوصی دعوت پر ڈھیری مادھو کلر سیداں تشریف لے گئے۔ جہاں پر ختم قرآن پاک کی محفل تھی۔ یہاں اشتیاق حسین صاحب نے عظمت قرآن پر درس دیا اور رؤف اکبر صاحب نے تراویح میں پڑھے ہوئے قرآن پاک کا خلاصہ بیان کیا۔ یہ پروگرام ایک گھنٹہ پر محیط تھا جسے احباب نے بہت پسند کیا۔

⑥ راولپنڈی کینٹ کی تنظیم نے اپنا نیا آفس کھولا ہے۔ آفس اور تنظیم کے تعارف کے لئے دفتر ہذا میں ایک مختصر درس اور افطاری کا انتظام کیا گیا تھا جس میں اہل محلہ نے بہت شوق سے شرکت کی اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

⑦ اس مرتبہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمارے تین رفقاء نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی جن میں حسن اختر ملک صاحب، بشیر محمد شاد صاحب اور محمد شفیق صاحب شامل ہیں۔ (رپورٹ: شادمان مسعود صدیقی)

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے ملتزم رفیق جناب امجد علی کی خوش دامن قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ رفقاء سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

تنظیم اسلامی سرگودھا کے ملتزم رفیق جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کے والد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ رفقاء سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆

بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب کی والدہ گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے رفیق ڈاکٹر خالد نعمت علیل ہیں۔ رفقاء سے ان کیلئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

"صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے!"

الحمد للہ، امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

نے ایک عرصہ تعطل کے بعد

16 / جنوری 2000ء سے ہر اتوار کو صبح دس بجے

قرآن آڈیٹوریم 191-اے اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں

ہفتہ وار درسِ قرآن حکیم

کا دوبارہ آغاز فرمادیا ہے۔

درس کا دورانیہ 90 منٹ ہے بعد ازاں 30 منٹ میں سوالوں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

(رفقاء واحباب کو وقت کی پابندی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرکت کی دعوت عام ہے)

المعلن: ناظم اعلیٰ، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور